نغمۂ ربانی

حضرت مولانا

الحاج ضیاء القادری صاحب

بدایونی

طبع اول ۱۹۳۹ء
طبع ثانی ۱۹۵۵ء

قیمت ایک روپیہ

ناشر
آستانہ بک ڈپو جامع مسجد دہلی

گذارش

کلام الملوک ملوک الکلام مشہور مقولہ ہے۔ اس کو پیش نظر رکھتے ہوئے مجھے یہ عرض کرنے میں کچھ تامل نہیں کہ میرے بزرگ محترم عم معظم حضرت استاذی و ملاذی لسان الحسان مولانا ضیاء القادری البدایونی قبلہ دام ظلہم الاقدس کا کلام اپنی خصوصیات کے لحاظ سے یقیناً ملوک الکلام کہے جانے کا مستحق ہے۔ حضرت قبلہ ہندوستان کے اُن بلندپایہ اساتذہ میں ہیں جن کے سایہ عاطفت میں بے شمار شعراء تربیت پاکر دُنیائے شاعری میں کافی شہرت حاصل کر چکے ہیں۔ آپ کی ادبی شہرت بے نیاز تعارف ہے۔ ہزارہا مضامین نظم و نثر، جرائد ورسائل میں مدتوں شائع ہوئے۔ آپ کا مشغلہ حیات نعت و مناقب ہیں وہ مخلصانہ انہماک ہے جس کی نظیر نہیں ملتی۔ آپ کا کلام علماء و مشائخ کی مجالس ہی میں نہیں بلکہ ملک کے گوشہ گوشہ میں محافل میلاد و اعراس میں امتیازی شان کے ساتھ پڑھا اور سنا جاتا ہے۔

اب سے قبل ۱۳۵۵ھ میں جب بدایوں میں حسن اتفاق سے ابوالاثر حضرت حفیظ جالندھری نے اپنی ترنم ریزیوں اور شاہنامہ اسلام کی جاذب توجہ نظموں سے اہل بدایوں
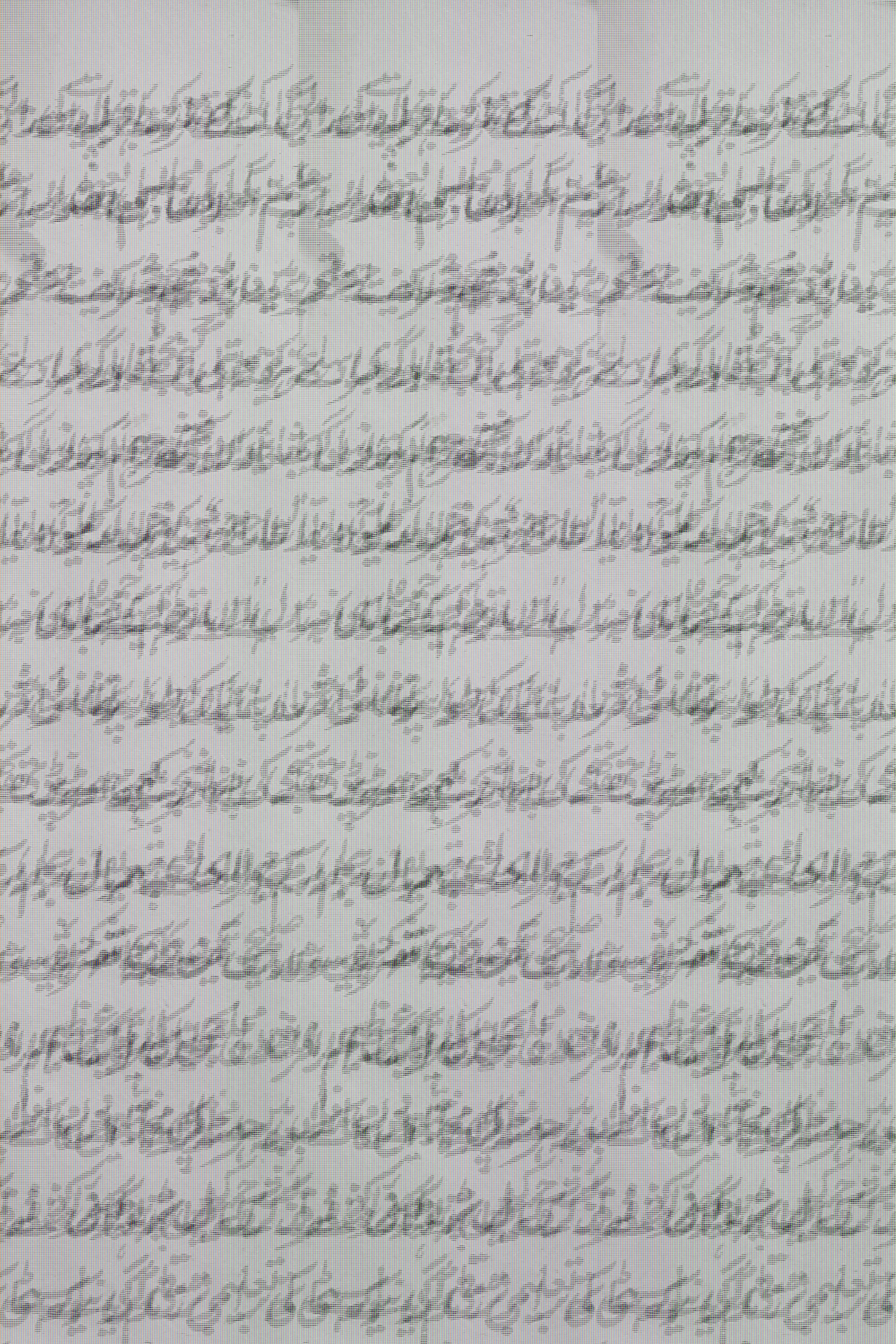
اس لئے میں اس مجموعہ کو ناظرین کی تازگیٔ ایمان کے لئے پیش کر رہا ہوں۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

شکیل احمد قادری شکیل ضیائی
بدایونی (علیگ)
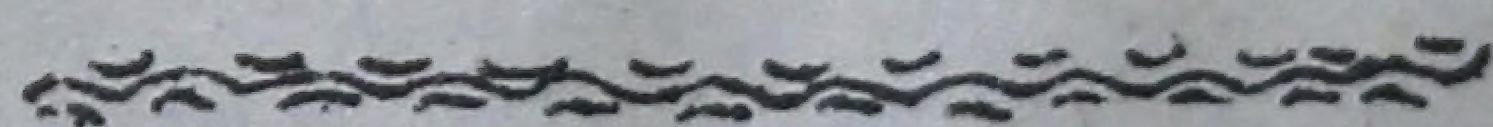
تعارف

مداحانِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فہرست ماشاء اللہ خاصی طویل ہے۔ کثر اللہ امثالہم۔ شعرائے عرب میں حضرت حسان بن ثابتؓ، حضرت کعب بن زہیرؓ، امام بوصیری، محمد بن الوراق، حمیدی، ابن سرایا، اور سخنورانِ عجم میں خاقانیؒ، نظامیؒ، سعدیؒ، خسروؒ، جامیؒ کے نعتیہ کارنامے عالم آشکار ہیں۔ اردو شعراء میں بھی نعت گو شعراء کا سلسلہ محمد قلی قطب شاہ سے شروع ہو کر نصرتی (صاحب معراج نامہ) میرزاں، ولی سے گزرتا ہوا، امیر، حالی، محسن، شہیدی تک پہنچتا ہے۔ ان حضرات کے علاوہ بھی ایک بڑی تعداد مداحانِ نبی کی ہے جن میں ہر ایک اپنے زمانہ میں ممتاز ہوا ہے۔

کہنے کو تو نعت گوئی آسان ہے لیکن غور کیجئے تو اس سے مشکل کوئی صنف نہیں۔ ایک طرف شاعر کا فرض ہے کہ آدابِ شریعت کا رشتہ ہاتھ سے نہ جانے دے۔ اور دوسری طرف اُس پر لازم ہے کہ لطفِ کلام اور حسنِ بیان میں فرق نہ آنے دے۔ اگر اس میں ذرا بھی لغزش ہوئی تو سمجھئے کہ شاعر کہیں کا نہ رہا۔ کلام میں آدابِ رسالت کی رعایت ملحوظ نہ رکھنا، یا شعر کا جذباتِ محبت سے معرّیٰ ہونا دونوں باتیں ایک اچھے نعت گو شاعر کے لئے نازیبا ہیں۔ یقین نہ ہو تو شہیدی بریلوی یا فقیر دہلوی کا کلام نعت پڑھئے جس سے اس دعوے کی تصدیق ہو جائے گی۔ ایک کے یہاں عاشقانہ جذبات

ب بے اعتدالی پائیے گا تو دوسرے کے یہاں سپاٹ واقعہ نگاری کا پھیکا پن۔

واقعہ نگاری پر ایک واقعہ یاد آ گیا۔ ایک مرثیہ گو سلام لکھ کر مفتی میر محمد عباس صاحب کی خدمت میں بغرض اصلاح لے گئے۔ اس میں ایک شعر تھا۔

وقت رخصت شاہ سے رو کر یہ زینبؑ نے کہا
اک لحد پہلو میں ہو بھائی بہن کے واسطے

مفتی صاحب نے صرف ایک ٹکڑا بدل دیا جس سے شعر کہیں سے کہیں پہنچ گیا اصلاح یوں دی گئی:

وقت رخصت شاہ سے زینبؑ نہ اتنا کہہ سکیں
اک لحد پہلو میں ہو بھائی! بہن کے واسطے

اصلاح کا کمال یہ ہے کہ ایک طرف تو شعر صحت واقعات سے زیادہ قریب ہو گیا۔ دوسری طرف تاثیر دوبالا ہو گئی۔ خیر یہ صورت تو مستثنیات سے ہے۔ عام طور پر تو یہ دیکھا گیا ہے کہ صحت جزئیات کی خاطر لطف سخن کو قربان کرنا پڑتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نعت گوئی اس قدر آسان نہیں جس قدر کہ لوگ سمجھتے ہیں۔

برکفے جام شریعت، برکفے سندانِ عشق
ہر ہوسناکے نداند جام و سنداں باختن

مقام مسرت اور اطمینان اور محل شکر و امتنان ہے کہ ہمارے کرمفرما مولوی یعقوب حسین صاحب قادری بدایونی جو احسان مصطفویؐ میں ممتاز درجہ رکھتے ہیں ان دشوار مضائق سے عہدہ برآ ہونے اور ان نازک مراحل کے عبور کرنے میں بڑی حد تک کامیاب ہوئے ہیں۔ آپ کا کلام آداب شریعت کی رعایت اور طرز ادا کی لطافت

دونوں کا جامع ہے۔ مقبولیت کا یہ عالم ہے کہ ادھر آپ نے غزل کہی، اُدھر شہر میں بچے بچے کی زبان پر، اور ملک میں جرائد و رسائل کے اوراق میں پہنچ گئی۔ میری رائے ناچیز میں اس مقبولیت کا اصل راز جناب ضیا کے حسن عقیدت و صدق نیت میں مضمر ہے۔ جس کی نسبت کہنے والا کہہ گیا ہے:

ورائے شاعری چیزے دگر ہست

حال میں ضیا صاحب نے شاہنامۂ اسلام کی طرز اور اُسی زمین میں ولادت نامہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم لکھا ہے جو عنقریب شائع ہو کر ناظرین کی بصیرت افروزی اور سعادت اندوزی کا موجب ہوگا۔ جناب مصنف محبِ رسول ہیں۔ اس لئے کوئی تعجب نہیں اگر اُن کے کلام میں قدم قدم پر جوش محبت اور خلوص عقیدت کی جھلک نظر آئے۔ مثنوی کی خوبی یہ ہے کہ جزئیات کی تفصیل اور واقعات کی صحت کی پابندی کے ساتھ ساتھ روانی و صفائی میں کہیں کمی نہیں۔

مثنوی کا آغاز حضرت آدمؑ کی تخلیق سے کیا گیا ہے کہ نورِ محمدی علیٰ صاحبہ التحیۃ والسلام کے اوّل امین وہی ہیں۔ پھر دوسرے انبیاؑ کے بعد وجود حضرت ابراہیمؑ اس نور کا منتقل ہونا، حضرت اسمٰعیلؑ کا عرب میں آباد ہونا۔ نورِ نبویؐ کا اُن کو تفویض ہونا، یہاں تک کہ خاندان ...... بنو ہاشم کا اس دولت سے مشرف ہونا۔ اور آخر جناب عبد اللہ کے کاشانۂ انور میں اس نورِ مجسم کا عالمِ ناسوت میں ظاہر ہونا، نہایت موثر اور دلکش انداز میں بیان کیا ہے۔ ممکن ہے کہ نکتہ چین نگاہوں کو تلاش کرنے پر اس طویل نظم میں کہیں کہیں انداز بیان یا ترکیب یا قافیہ وغیرہ سے کچھ اختلاف ہو مگر الحسنات یذہبن السیئات مجموعی طور پر یہ مثنوی قابل قدر ہے۔ اور اس لائق ہے کہ محفل میلاد

شریف میں رائج رہے۔

آخر میں دعا ہے کہ اس نظم کو توقیع قبول روزی ہو اور جناب مصنف کو مذہب اور ادب کی خدمت کے اس سے بہتر مواقع نصیب ہوں۔

ضیا احمد بدایونی

۱۱ر جولائی سنہ ۱۹۳۹ء

تنقید

اخی الاکرم جناب مولانا یعقوب حسین ضیاء قادری بدایونی کا نعتیہ کلام۔ اور بلند پایہ مضامین اب کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ تقریباً ۴۰ سال سے اُن کی شاعری علمی، ادبی، مذہبی و تاریخی مضامین ہندوستان کی صحافتی و اخباری دُنیا میں ایک بلند سطح اور اعلیٰ معیار تک پہنچ چکے ہیں۔

مدینۃ الاولیاء بدایوں کی شاید ہی کوئی مذہبی و روحانی محفل ایسی ہو جس میں مولانا ضیاء القادری صاحب کے کلام سے ہر صاحب ذوق محظوظ نہ ہوتا ہو۔ آستانہ معینیہ مقتدریہ پر اعراس شریفہ کی محافل بغیر ضیاء مقتدری کے کلام کے بے کیف رہتی ہیں۔

نعت نبویہ مولانا ضیاءؔ بدایونی کی حیات کا جزو لاینفک رہا ہے۔ اور اُنہیں بارگاہِ مدینۃ الرسول ؐ سے غلامی کی جو نسبت ہے اُسی کا یہ نتیجہ ہے کہ اُن کے کلام میں اثر سوز و گداز موجود ہے۔ مجھے اُمید ہے کہ مدینۃ الرسول ؐ کی ضیا پاشیاں ضیاؔ کے قلب و دماغ کو ہمیشہ منور رکھیں گی۔ اور شغل نعت نجات کا باعث ہوگا۔

مولانا ضیاؔ بدایونی ملازمت سرکاری کے اشغال کے باوجود ذہنی و علمی خدمت کرتے رہے۔ اس زمانہ میں بہت سی تصانیف و گلدستے مرتب کر کے شائع کیے۔

نسبت روحانی اور فیضان غوث جیلانی سے ضیار جیسے عاشق رسالت اور فدائے شیخ طریقت کے جذبات ہمیشہ مائل بہ اظہار رہے ہے۔ آپ قلیل وقت و مدت میں ۲۵ تصانیف و کتب لکھ چکے ہیں۔ اور اب "نغمہ ربانی" مرتب فرما کر شائع کر رہے ہیں۔ یہ نادر ذخیرہ اپنی صنف میں ہر طرح ممتاز اور جامعیت رکھتا ہے عنقریب واقعات کربلا اور فلسفہ شہادت پر ایک معرکۃ الآرار تصنیف شائع فرمانے والے ہیں جو اپنی نوعیت خصوصی کے لحاظ سے اس باب میں نہایت مکمل و مرتب اور معتبر روایات اہلسنت کا بہترین مجموعہ ہوگا۔

"نغمہ ربانی" کے ایک ایک شعر میں مدنی جلوے نظر آتے ہیں مجالس نبویہ کے لئے یہ میلاد نامہ بہترین معلومات اور مکمل حالات کا ذخیرہ ثابت ہوگا۔ میری دلی دعا ہے کہ رب مقتدر مولانا ضیار کی اس محنت و کاوش کو شرف قبولیت عطا فرمائے۔ اور ملت اسلامیہ کو اس سے خاطر خواہ استفادہ کا موقع دے۔

فقیر محمد عبد الحامد القادری المعینی البدایونی

۲۰ر جمادی الاولیٰ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمد و نعت

خدا کا نور ہے الحمد للہ ضوفگن دل میں
نہاں ہے جذبۂ حمد و ثنائے ذوالمنن دل میں

ازل سے خامہ ہے ذوق آشنا مدحت نگاری کا
نوید مغفرت روشن صلہ ہے حمد باری کا

ادا حقِ ثنائے حضرت حق ہو نہیں سکتا
بشر کو علم نورِ ذاتِ مطلق ہو نہیں سکتا

حدِ عقل و خرد ہے ماہ سے آغوشِ ماہی تک
ہے ناممکن رسائی سرحدِ حمدِ الٰہی تک

زبانِ ماسوا صرفِ ثنائے ذاتِ سرمد ہے
مقامِ حمد معراجِ کمالاتِ محمدؐ ہے

محمد مصطفےٰ صلِ علیٰ محبوبِ یزدانی
امینِ کعبہ سلطانِ حریمِ عرشِ رحمانی

شرف جس کا مسلّم حضرت عیسیٰؑ سے تا آدمؑ
کفِ پُر نور میں جس کی لوائے حمد کا پرچم

خدا کی حمد بالاتر ہے ذکر و فکرِ انساں سے
عیاں ہے اوجِ نعتِ مصطفےٰؐ آیاتِ قرآں سے

احد میں اور احمد میں ربط و ضبط کی حد ہے
احد کے جلوۂ یکتا کی حامل میمِ احمدؐ ہے

محمد صلعم نورِ ازل حسنِ مکمل ہے
نبی الانبیاءؐ ختمِ رسل ہے نقشِ اول ہے

آفرینشِ عالم

نہ تھا جز ذاتِ والا کے وجودِ دُنیا میں
ہوئی قائم نہ تھی بنیادِ مخلوقاتِ دُنیا میں

نہ دُنیا تھی نہ کوئی دُنیوی جاہ و تجمل تھا
نہ محسوسات کا عالم نہ احساسِ جز و کل تھا

یہ دُنیا جس کو اب کہتے ہیں دُنیا ہو کا منظر تھی
محیطِ کل شئے محض ذاتِ ربِ اکبر تھی

یکایک بحرِ ذاتِ حق میں طوفانِ صفات آیا
یم قدرت کا ہر چھینٹا لئے موجِ حیات آیا

میانِ وحدت و کثرت ہوا اک فرقِ برجستہ
کھلے سب کنت کنزاً مخفیاً کے رازِ سربستہ

ہوئیں ضوپاشیاں نورِ قدم کی آئینہ بر کف
رہا پنہاں نہ رازِ معنیٔ فاحببت ان اعرف

وجودِ نقشِ "کُن" عزمِ الٰہی میں ہوا پیدا
ہوا ہر ایک عالم دفعتاً یوں برملا پیدا

ہوئے عرش و بہشت و کرسی و لوح و قلم پیدا
زمین و آسمان انجم و کواکب بیش و کم پیدا

پڑی بنیادِ تخلیقِ وجودِ بزمِ ہستی کی
حدیں قائم ہوئیں کون و مکاں میں اوج و پستی کی

بنے اربع عناصر خاک و باد و آب و آتش سے
چمک اٹھی شش جہت قدرت کی جلووں کی تابش سے

موالیدِ ثلاثہ ربعِ مسکوں کی بنے زینت
لٹائی ہفت قلزم نے دُرِ خوش آب کی دولت

بنی تفسیرِ والارض فرشنٰہا زمیں کھنچ کر
خلقنا فوقکم سبع طرائق آسمان سر پر

یدِ قدرت ہوا تفریقِ ہست و نیست پر مائل
وجوب و حادث و ممکن بنے آئینۂ محفل

بنا حدِ تعین تک رسائی کا نیا زینہ
ہوئے ناز و نیاز بزمِ حسن و عشق آئینہ

سجائی عالمِ ارواح کی بزمِ عظیم الشاں
لطافت سے مزین کی فضائے مجلسِ امکاں

بنایا دوزخ و جنت کو قہر و لطف کا مظہر
ہوئے جن و ملک سے آشنائے قدرتِ داور

جہانِ رنگ و بو کو زینتیں بخشیں بہاروں سے
بھری ہفت آسماں کی گود روشن چاند تاروں سے

فرشتوں کو ہوا قربِ الٰہی کا شرف حاصل
رہے سب جو حیانِ عرشِ بریں ذاکر و شاغل

کیا قدرت نے خود سب اہتمام ہستیِ عالم
مکمل ہو گیا آخر نظامِ ہستیِ عالم

پیدائش حضرت آدم علیہ السلام

نئی آرائشوں سے جب مزین ہو چکی دنیا
جہانِ رنگ و بو گلشن بداماں ہو چکی دنیا

نئی ضوپاشیاں کیں جلوہ ہائے عرشِ اعظم نے
دیا روح الامیں کو حکم خلاقِ دو عالم نے

زمیں بوسِ سریرِ عرش ہوں کروبیاں فوراً
ہو صحنِ لامکاں میں اجتماعِ قدسیاں فوراً

فرشتوں کو مخاطب کر کے خالق نے یہ فرمایا
ہمارے دامنِ رحمت کا تم پر گرچہ ہے سایا

مگر ہے اب یہ مقصد اے گروہِ ناری و نوری
کہ انی جاعلٌ فی الارض کی تفسیر ہو پوری

بنائیں گے خلیفہ اپنا ہم انساں کو دنیا میں
کریں گے آئینہ اک جلوۂ پنہاں کو دنیا میں

ملائک نے ادب سے عرض کی اے خالقِ داور
ہے تخلیقِ بشر تمہیدِ تخلیقِ فساد و شر

الٰہ العٰلمیں کیا وہ جماعت ہو گی اب پیدا
جہاں میں جن سے لاکھوں فتنے ہوں گے بے سبب پیدا

الٰہی! کیا تری تسبیح کو کافی نہیں ہیں ہم
اطاعت کو تری کیا سر فرشتوں کے نہیں ہیں خم

ہوا ارشاد تم ناواقفِ اسرارِ قدرت ہو
فرشتوں نے کہا جو مرضیٔ حق ہو وہ منظور ہو

اسی بزمِ شرف آثار دربارِ معظم میں
بامرِ حق ہوئی پھر روح داخل جسمِ آدم میں

فرشتوں سے بڑھایا منصب و اعزازِ آدمؑ کا
سکھایا علم انکو حق نے اسماء دو عالم کا

رہے اسماءِ اشیاء کی بتانے سے ملک قاصر
ہوئے محجوب و نادم بارگاہِ قدس میں آخر

بتایا نام موجودات کی ہر شے کا آدمؑ نے
سنی توبہ فرشتوں کی زبانِ ربِ اکبر نے

بڑھی تھی روح جب بہرِ دخولِ قالبِ آدم
نظر آیا تھا ظلمت کا تنِ خاکی میں اک عالم

لطافت ایک جانب ایک جا کچھ کثافت تھی
غرض باہم گر روح و جسد میں اجنبیت تھی

فضائے عرش پر سب سے جدا جو نورِ تاباں تھا
وہ نورِ محترم منجملۂ انوارِ یزداں تھا

باذن اللہ آیا جانب پیشانیٔ آدمؑ
بنا آئینۂ انوار جسمِ فانیٔ آدم

بطرزِ والہانہ روح قالب میں ہوئی داخل
رہا پردہ نہ کوئی درمیانِ جسم و جاں حائل

حیاتِ جاوداں آدمؑ کو دی خلاقِ عالم نے
کہا "الحمد للہ" کھولتے ہی آنکھ آدم نے

شرفِ آدمؑ

زہے عز و شرف جاہ و وقارِ حضرتِ آدمؑ
خدا نے خود بڑھایا اقتدارِ حضرتِ آدمؑ

منادی کی سرِ افلاک جبریلِؑ معظم نے
فرشتوں سے کیا ارشاد خلاقِ دو عالم نے

کریں آدم کو سجدہ عرشِ اعلیٰ کے فرشتے سب
بلا چون و چرا فی الفور تعمیلِ حکمِ رب

کیا جبرئیلؑ و میکائیلؑ و اسرافیلؑ نے سجدہ
کیا سب قدسیوں کے ساتھ عزرائیلؑ نے سجدہ

یہ سجدہ محض آدمؑ کو نہ تھا یہ راز تھا اس میں
نہاں نورِ شہِ لولاکؐ کا اعزاز تھا اس میں

نہ کی شیطان نے تعمیل فرمانِ الٰہی کی
رہی کافر کے سر لعنت دوامی روسیاہی کی

سزاوار عذاب تلخ تھا یہ فعلِ اعجوبا
اَبیٰ وَاستَکبَر کا نشہ اس ناری کو ڈوبا

کھلی جب آنکھ آدم کی تو دیکھا عرش پہ لکھا
بخطِ نور نامِ مصطفےٰؐ کا خوشنما طغرا

بصد آداب پوچھا "اے خدا یہ نام کس کا ہے
محمدؐ کون ہیں، دینِ مبیں اسلام کس کا ہے"

ہوا ارشاد حق "یہ باعث تکوین عالم ہیں
ہیں ختم الانبیاءؑ تخلیق میں سب سے مقدم ہیں"

ہوا پھر حکم حق "آدمؑ رہیں گلزار جنت میں
رہیں سکانِ فردوس بریں مصروف خدمت میں

"قریب نخلِ ممنوعہ نہ جائیں" یہ ہدایت تھی
بجز اس شے کے ہر شے پر تصرف کی اجازت تھی

سریر آرائے فردوس جناں برسوں رہے آدمؑ
مہِ اوجِ فضائے لامکاں برسوں رہے آدمؑ

پیدائش حضرت حوا علیہ السلام

صفی اللہ رہے تنہا بہت دن باغ رضواں میں
بجز اپنے نہ تھا ہم جنس کوئی حور و غلماں میں

مآل کار خود اکتا کے تنہائی سے گھبرا کر
بصد منت گزارش کی یہ پیش حضرت داور

"خدایا لاتعد ہیں نعمتیں گو خلد کی حاصل
ترستا ہے مگر انساں کی صورت دیکھنے کو دل"

یہ معروضہ ہوا مقبول دربارِ الٰہی میں
چمک پیدا ہوئی اک اور انوارِ الٰہی میں

اُدھر آدمؑ پہ تھا اک عالمِ خود رفتگی طاری
اُدھر حواؑ ہوئیں پیدا بامرِ حضرت باری

خلوص بعد القبا برکف نگاہِ بوالبشر اٹھی
باندازِ حیا معصوم حوّا کی نظر اٹھی

نگاہِ شوق اٹھی شکلِ حوّا جب نظر آئی
بحکمِ رب مگر امیدِ نظارہ نہ بر آئی

نہ ہو جب تک ادا رسمِ نکاح و مہرِ آدمؑ
ہے قبل از وقت یہ جوشِ ولا یہ الفتِ باہم

پڑھایا رب نے خود آخر نکاحِ آدمؑ و حوّا
درودِ پاک کا دس بار پڑھنا مہر میں ٹھہرا

مکمل ہو گئی تقریب آخر عقد و شادی کی
ہوئی آراستہ بزمِ طرب دُنیا کے ہادی کی

کیفِ اضطراری

جناں میں آدمؑ و حوّا رہے باہم مگر کچھ دن
رہا آباد دو معصوم روحوں سے یہ گھر کچھ دن

گزرتا تھا زمانہ اشتیاقِ دید میں سارا
قصورِ خلد و باغِ خلد تھے فردوس نظارا

اُدھر ابلیس فکرِ انتقامِ نارسا میں تھا
تساہل سا اِدھر کچھ رونما عشقِ خدا میں تھا

دلِ حوّا میں شیطانِ لعیں نے وسوسہ ڈالا
کیا ادراکِ نفسِ مطمئنہ کو تہ و بالا

صفی اللہ کو حوّا نے دی ترغیب یہ کہہ کر
ثمر میں نخلِ ممنوعہ کے رازِ زیست ہے مضمر

حیاتِ جاوداں مل جائیگی گر کھا لیا یہ پھل
نہ خود کھل جائیں گے ہم پر جہاں کے راز لاینحل

شکستِ عہد کی آدمؑ سے لغزش ہو گئی سرزد
کیا زائل فریبِ نفس نے احساسِ نیک و بد

ہوئی شانِ ذو جلالی والجلالِ پاک آئینہ
مٹا آدم کا اس پاداش میں اعزازِ دیرینہ

ملا حکمِ خدا ہو جائیے فردوس سے باہر
ہوا محرومِ ملبوسِ شرف سے قامتِ انور

نکلتے ہی جناں سے تھیں کہیں حوا کہیں آدمؑ
ندامت سے مگر دونوں تھے وقفِ گریہ پیہم

کسی جا حضرتِ حوا تھیں محوِ نالہ و زاری
کہیں آدم کی آنکھوں سے تھے چشمے اشک کے جاری

مناجاتیں رہیں دونوں کی محرومِ اثر برسوں
ہوا مائل نہ لطفِ خالقِ جن و بشر برسوں

بذوقِ عفو صدہا سال تک رویا کئے آدم
دفورِ رنج و غم میں جان کو کھویا کئے آدم

فضا میں بجلیاں تھیں شعلہ افگن قہر باری کی
رسائی عرش تک دشوار تھی فریاد و زاری کی

ظہورِ شانِ کرم

دعاؤں میں نظرِ القصہ تک اختصاص آیا
تلقّٰی آدمُ مِن رَّبِّہٖ کا وقت خاص آیا

کئے قدرت نے القا چند کلمے قلبِ آدم میں
فضائے لامکاں سے جلوے اترے قلبِ آدم میں

وہ کلمہ جو سرِ عرشِ بریں مسطور دیکھا تھا
وہ نام پاک جس میں روزِ اول نور دیکھا تھا

وسیلہ بن کر اُن مخلص مناجاتوں میں کام آیا
فرشتہ عفو تقصیرات کا لے کر پیام آیا

مبارک باد دی آدمؑ کو جبریلِ معظمؑ نے
کیا شکرِ الٰہی سر بسجدہ ہو کے آدمؑ نے

ہوئی آمادۂ اظہارِ رحمت شانِ یزدانی
سوا ہونے لگی پہلے سے بخشش کی فراوانی

عطا و جود کی لہریں اٹھیں دریائے رحمت میں
ملے بچھڑے ہوئے معصوم دو افراد جنت میں

ملے حوا سے آدمؑ بے تکلف بے حجابانہ
نئے سر سے نبوت کا ہوا آباد کاشانہ

آبادیٔ عالم

ید قدرت نے باغ دہر میں کی تازہ گلکاری
ہوا اولاد آدم کا جہاں میں سلسلہ جاری

ہوئی آباد دنیا دم زدن میں نسلِ آدم سے
شرف حاصل ہوا انساں کو خلاقِ دو عالم سے

جنابِ شیثؑ جب پیدا ہوئے ایوانِ ہستی میں
ہوئی مشغول دنیا از سرِ نو حق پرستی میں

وہ نورِ پاک تھا چہرہ منور جس سے آدمؑ کا
چراغِ حق نما بن کر جبینِ شیثؑ میں چمکا

وصیت شیثؑ کو فرمائی آدمؑ نے دمِ رحلت
ہے فرضِ عین نورِ مصطفیٰؐ کی عزت و حرمت

غرض پھر شیثؑ سے تا نوحؑ وہ نورِ مبیں آیا
تمام افراد کی کرتا ہوا روشن جبیں آیا

طوفانِ نوحؑ

وہ طوفانِ ہلاکت خیز جو دنیا پہ چھایا تھا
وہ طوفاں جس کی تہ میں غرق ہستیا پایا تھا

وہ طوفاں نوحؑ کا طوفاں زمانہ جسکو کہتا ہے
وہ طوفاں جسکی ہیبت سے جگر خوں ہو کے بہتا ہے

اُسی طوفاں سے موج آشنا تھی نوحؑ کی کشتی
اُسی طوفاں میں غرقِ فنا تھی نوحؑ کی کشتی

جہازِ نوحؑ میں تھا ہوش کس کو مرنے جینے کا
مگر نورِ محمدؐ ناخدا تھا اس سفینے کا

نجی اللہ نے ڈھونڈا وسیلہ نورِ احمدؐ کا
بخیر و عافیت ساحل ملا امنِ مخلد کا

وہ نورِ پاک ابراہیمؑ تک پھر نوحؑ سے پہنچا
اُسی نورِ بہار افزا سے خلت کا چمن مہکا

اُسی نورِ جہاں افروز کی تھی سب یہ تابانی
رہی ہر سو خلیل اللہ کی پُر نور پیشانی

ہوا وہ نور جب عرشِ الٰہی سے ضیا افگن
بنایا شعلہ ہائے آتشِ نمرود کو گلشن

بامر اللہ شعلے آگ کے ٹھنڈے ہوئے سارے
سلامت باد ابراہیمؑ کو کہتی تھی انگارے

خلیل اللہؑ سے وہ نورِ اسمٰعیلؑ میں آیا
نظر با صد شعورِ ضو فشاں قندیل میں آیا

خوابِ حضرت ابراہیم علیہ السلام

خلیلِ حقؑ کو پہنچا خواب میں فرمانِ ربانی
کریں محبوب سے محبوب شے کی آپ قربانی

کئے سو اونٹ قرباں بکریاں سو ذبح فرمائیں
مگر قربانیاں اللہ کو یہ ناپسند آئیں

ہوا معلوم آخر آپ کو نورِ فراست سے
کہ اسمٰعیلؑ ہوں ذوقِ آشنا جامِ شہادت سے

کیا فرزند سے اظہارِ منشاءِ خداوندی
ذبیح اللہؑ نے دی شادماں ہو کر رضا مندی

رضائے حق پہ دونوں ہو گئے جب متحد یکسر
گلے پہ رکھ دیا بیٹے کی فوراً باپ نے خنجر

اُدھر وہ نور روئے پاکِ اسمٰعیلؑ سے چمکا
اُدھر پردہ اُٹھا بابِ حریمِ عرشِ اعظم کا

ہوئی اس ذبح سے نعم البدل کی ذاتِ حق مائل
جناں سے لیکے اک دنبہ ہوئے روح الامیں نازل

عوض نورِ نظر کے گوسفند اک خلد سے آئی
خلیل اللہؑ نے بکری یہی پھر ذبح فرمائی

رہے محفوظ اسمٰعیلؑ قربانی کی اس زد سے
یہ ساری برکتیں ظاہر ہوئیں نورِ محمدؐ سے

قتنہ اصحابِ فیل

غرض وہ نور اسلافِ شرف کو مفتخر کرتا
ذبیح اللہ سے تا صلبِ عبدالمطلب پہنچا

نئے اعجاز کی ہر دور میں جلوہ نمائی تھی — زمینِ مکہ تصویرِ جمالِ کبریائی تھی

قریشی ہاشمی نسلیں سرافرازِ امارت تھیں — کہ صدیوں سے یہ قومیں حاملِ نورِ نبوت تھیں

بِنا جب سے خلیل اللہ نے کعبہ کی ڈالی تھی — خدائی رات دن مصروفِ طوافِ بابِ عالی تھی

یمن میں ابرہہ نے عزتِ کعبہ مٹانے کو — بنایا صومعہ دنیا کے نصرانی بنانے کو

بزورِ سلطنت فتنہ اہرم کی ریشہ دوانی کی — کلیسا میں جہانِ شرک و شر کی میہمانی کی

مگر کعبہ کی عزت پہ نہ اس کوشش سے حرف آیا — ہجومِ یاس سے غیظ و غضب میں تنگ ظرف آیا

چلا اصطبل سے کعبہ پر چڑھائی کا ارادہ سے — قدم باہر رکھا تہذیبِ انسانی کی جادہ سے

یمن سے ہاتھیوں کا ساتھ لایا ابرہا لشکر — گھر آخر خدا کے دشمنوں سے یہ خدا کا گھر

مظالم تھے عیاں شام و سحر فوجی رسالوں کے — مویشی لے گئے ظالم پکڑ کر مکہ والوں کے

سپاہِ ابرہا نے جب ستم رانی بکثرت کی — تو عبدالمطلب سے اہلِ مکہ نے شکایت کی

باطمینانِ خاطر گھر سے عبدالمطلب نکلے — جلو میں کچھ قریشی ہاشمی یکّی عرب نکلے

مگر خواجہ نے روکا ان بہادر نوجوانوں کو — پسند آیا نہ دکھلانا تجمل مہمانوں کو

صفِ افواجِ دشمن سے گزر کر شاہ تک پہنچے — اکیلے ابرہہ کے خیمۂ خرگاہ تک پہنچے

جبیں پر تابشِ صبح و صفا سے خاص رونق تھی — عیاں چہرے سے رعب و داب رخ سے ہیبتِ حق تھی

پئے دشمن معجزہ نورِ نبی کا روبرو آیا — کہ عبدالمطلب کے خیر مقدم کو عدو آیا

تمام آدابِ شاہی خسروِ صنعا بجا لایا — نہایت خلق سے مسند پہ اپنے پاس بٹھلایا

سببِ تکلیف فرمائی کا پوچھا گرمجوشی سے — سُنی ہر بات خواجہ کی متانت سے خموشی سے

سرِ دربار عبدالمطلب نے مطمئن ہو کر
یہ مانا آپ ہیں شاہِ یمن ہیں والیٔ صنعا
مگر یہ کیا، مویشی تک ہمارے لے لئے تم نے
سہارا زندگی کا ہیں مویشی مکہ والوں کو
تعجب سے سُنی یہ ابرہا نے گفتگو ساری
مگر ہنس کر کہا شیخ العرب کہتے ہیں سب تم کو
مرا مقصد ہے بیت اللہ کو برباد کر دینا
سفارش میں ہوئی یہ آپ سے اے خواجہ کوتاہی
تعجب ہے نہ بیت اللہ کی کوئی سفارش کی
ہنسی آتی ہے مجھ کو آپ کی اس سادہ لوحی پہ
ہوئے یہ سُن کر یہ قال و قیل عبدالمطلب خنداں
کریگا اپنے گھر کی خود حفاظت پاسباں اسکا
نہیں اے ابرہا آساں نہیں کعبہ کا ڈھا دینا

کہا اے سالکِ اصحابِ فیل و صاحبِ لشکر
یہ مانا اہلِ مکہ ہیں ضعیف و بیکس و تنہا
نہ کرنا چاہئے تھے کام جو ہرگز کئے تم نے
سخا و جود ہیں شیوہ امیروں کا تم شخصا والوں کو
"مویشی چھوڑے جائیں" حکم فوراً کر دیا جاری
نہیں معلوم کیا میری چڑھائی کا سبب تم کو
جہاں کو بندشِ توحید سے آزاد کر دینا
مویشی کی رہائی آپ نے مجھ سے فقط چاہی
نہ اصلا کے میرے دل و جود کی کچھ آزمائش کی
"گوارا آپ کو ہے کعبہ کی یہ بربادیاں کیوں کر"
کہا اے ابرہا! مالک ہے بیت اللہ کا رحماں
مجھے کعبہ سے کیا، مالک ہے خلاق جہاں اسکا
غلط ہے صانعِ عالم کو پیغامِ وفا دینا"

دعائے خلیل علیہ السلام

دعائیں رنگ آخر کار ابراہیم کی لائیں — صفیں طیورِ ابابیل کی بجوش آئیں
دعا یہ تھی بنائے کعبہ یارب میں نے ڈالی ہے — مگر کعبہ ترا کعبہ ہے تو کعبہ کا والی ہے

بکمیں پیدا کوئی ایسا اللہ العٰلمیں کردے
جو بیت اللہ کو ہم پایۂ عرش بریں کردے

عطا ایسا مکینِ محترم خلاقِ دوراں ہو
قدم سے کعبہ جس کے سجدہ گاہِ بزمِ امکاں ہو

مناجاتِ خلیل اللہؑ کے آثار نادیدہ
ازل سے تھی فضائے کعبۂ اطہر میں پوشیدہ

اُدھر سے ہاتھیوں کا ابرہا لیکر بڑھا لشکر
اُدھر نورِ شہ لولاک نے معجز نما ہو کر

بہ منت التجائیں کیں ظہورِ قہر باری کی
اُدھر چڑیوں نے اوجِ آسماں سے سنگباری کی

ہوا لشکر اصحاب فیل مع اہل کیں یکدم
عذابِ سخت سے حسرت کشِ بربادئ پیہم

مٹایا جور استبداد کو قدرت نے دم بھر میں
رہیگا تا ابد نورِ ازل اللہ کے گھر میں

خصائل عبداللہ

وہ نورِ قدس عبدالمطلب سے منتقل ہوکر
بنا لوحِ جبینِ پاک عبداللہ کا زیور

تھے عبداللہؓ عبدالمطلب کے نازنیں بیٹے
خلیق و پارسا شیریں زباں خوشخو حسین بیٹے

ذبیح منتِ معبود، اسمٰعیلؑ کی صورت
بصورت مصحفِ ناطق، بہ سیرت آیۂ رحمت

ہوئے کیوں ذبح عبداللہ تاریخی شہادت ہے
یہ قربانی بھی رازِ قربِ حق ہے درسِ عبرت ہے

جنابِ خواجہ عبدالمطلب نے خواب میں دیکھا
بعنوانِ بشارت آپ کے دل پر ہوا القا

فلاں سطحِ زمیں پر کچھ ہیں آثارِ قدیمہ گم
اُن اشیا کو نکالو چشمۂ زمزم سے جا کر تم

ہوئی ضو پاش تجلی قلب پر شانِ الٰہی کی
غرض خواجہ نے کی تعمیل فرمانِ الٰہی کی

وادیٔ بطحا میں آمد ذبیح اللہ

ہوئے پیدا جب اسمٰعیل بطنِ ہاجرہؑ بی سے
الم سارہؑ کو تھا ساکت مگر تھیں حق کی مرضی سے

وہ نازک طبع تھیں محبوب تھیں یہ خاتونِ اول تھیں
مگر اولاد کی جانب سے تھیں یوں بیکل تھیں

دلِ سارہؑ کو ابراہیمؑ نے جب مضمحل دیکھا
خوشی پر ہاجرہؑ کی اُن کو مشتعل دیکھا

غمِ سارہؑ کو خود ناقابلِ برداشت جب سمجھا
تو لے کر ہاجرہ کو آپ آئے جانبِ بطحا

یہاں لاکر جگر گوشہ کو ماں کی گود بیچ چھوڑا
صفا کی وادیٔ ذی آب سے یک بار منہ موڑا

خلیل اللہ وطن کو بادلِ ناخواستہ آئے
کمالِ استقامت سے کیا طے راستہ آئے

وہ ریگستانِ بطحا وہ ہوائے گرم کے جھونکے
جھلس کر ہوش تھے آتش بداماں ہو آہو کے

جنابِ ہاجرہ مغموم اسمٰعیلؑ تھے مضطر
نہ آب و دانہ ممکن تھا نہ کوئی مونس و یاور

بلکنا پیاس سے معصوم بچہ کا قیامت تھا
یہ نورِ عینِ ابراہیمؑ نزدیکِ ہلاکت تھا

تلاشِ آب میں بی ہاجرہ باصد پریشانی
صفا مروہ پہ دوڑا کیں مگر نایاب تھا پانی

تڑپ کر پاؤں اسمٰعیلؑ نے جب خاک پر مارے
ہوئی سطحِ زمیں سے آبِ زمزم کے رواں دھارے

بنائے چاہِ زمزم کے لئے جبریلؑ آئے تھے
مئے تسنیم لیکر بہرِ اسمٰعیلؑ آئے تھے

جنابِ ہاجرہ ناکام جب بچے کے پاس آئیں
اُبلتا دیکھ کر زمزم کا چشمہ دل میں گھبرائیں

کیا فوراً ارادہ مشک میں بھر لیں سب پانی
سُنی روح الامیں کے منہ سے اک آواز روحانی

کہ اے بی ہاجرہ یہ چاہِ زمزم چشمۂ جاری
رہے گا تا ابد قائم بحکمِ حضرتِ باری

وہی زمزم جو اسمٰعیل کی روشن نشانی تھا
وہی زمزم کہ جس میں چشمۂ کوثر کا پانی تھا

بنو جرہم نے جس کو کر دیا تھا گم دمِ ہجرت
دماغوں تک سے جس کی مٹ چکی تھی ظاہری صورت

بنو جرہم قدیمی تاجروں کا اک قبیلہ تھا
تلاشِ آب و دانہ زندگی کا جن کے حیلہ تھا

قریبِ آبِ زمزم آ بسے تھے ایک مدت سے
قیام اُن کا یہاں تھا ہاجرہؓ بی بی کی اجازت سے

بنی جرہم کا قائد عمر بن حارث تھا اک فتنہ
کیا نقصان کعبہ کا شقی نے ہو سکا جتنا

رہے جنگ آزمایہ مائلِ غارتگری دائم
بنو بکر و کنانہ نے کیا امن و اماں قائم

بالآخر جب بنو جرہم کی طاقت کو زوال آیا
قدیم ارباب مکہ کو دلوں میں یہ خیال آیا

جوارِ مکہ سے خارج کئے جائیں بنو جرہم
ہمیشہ کیلئے ہو اُن کی قوت درہم و برہم

شرارت ابن حارث نے یہ کی مکہ سے جب نکلا
چھپا دیں چاہِ زمزم میں حرم کی قیمتی اشیا

کچھ اس صورت سے زمزم کو ریتہ ڈالکر پاٹا
نہ سمجھا کوئی صدہا سال تک اتنا پتا کیا تھا

ہوئیں ناکام ثابت کوششیں سب آلِ جرہم کی
حفاظت کی یہ قدرت نے آثارِ معظم کی

قربانی حضرت عبد اللہ

ہوئے بیدار خوابِ شب سے عبد المطلب جس دم
مکاں سے نکلے بہرِ جستجوئے چشمۂ زمزم

نشاں دو تین دن تک کچھ نہ پایا چاہِ زمزم کا
ملا اصلا پتا کوئی نہ آثارِ مکرم کا

یہ منت آپ نے اپنے خدائے پاک سے مانی
کرونگا کامیابی پر میں اک بیٹے کی قربانی

ہوئی پوری تمنا لطفِ حق سے مدعا پایا
ہوا زمزم برآمد سنگِ اسود کا پتا پایا

بجا لائے خدا کا شکر فرطِ شادمانی سے — ہوئے مائل بہ قربانی خدا کی مہربانی سے

پسر تھے آپ کے دس بارہ لیکن بہرِ قربانی — خدا کی شان نکلا نام عبداللہؓ ثانی

مسلسل چند دن ہوتی رہی یہ قرعہ اندازی — مگر تھی نام عبداللہؓ کو حاصل سرفرازی

تھے عبدالمطلبؓ جو دل سے قربانی پہ آمادہ — مگر تھا نور عبداللہؓ کا بھی کوئی دلدادہ

وہی نورِ مبیں، تھا راز جو تخلیقِ عالم کا — جبینِ پاک عبداللہؓ سے بھی دفعتاً چمکا!

مبدل ہوگیا یک بار رنگ قرعہ اندازی — ذبیحہ کے لئے کام آ گئی اونٹوں کی جانبازی

مگر جب کی گئی سو اس اونٹوں کی فراوانی — ہوئی اس طرح عبداللہؓ کی تبدیل قربانی

حفاظت جانِ عبداللہؓ کی قدرت نے فرمائی — ہوئی معجز نما نورِ نبیؐ کی جلوہ آرائی

محافظ اس وجودِ پاک کا خود حق تعالیٰ تھا — نمایاں نورِ خورشیدِ رسالت ہونے والا تھا

جمالِ عبداللہؓ

جمالِ روئے عبداللہؓ نورِ مصطفائی سے — باندازِ شرف ممتاز تھا ساری خدائی سے

چمکتے خوشنما چہرہ میں تھے انوارِ ربانی — جہانِ حسن میں تھے آپ گویا یوسفِ ثانی

عرب سے روم و مصر و شام تک تھی آپ کی شہرت — عجب آئینہ قدرت نما تھی آپ کی صورت

زنانِ ارضِ بطحا آپ پہ سو جاں سے تھیں قرباں — دلِ دوشیزگاں حسن میں تھا آپ کا ارماں

نئی سج دھج سے عبداللہؓ کا عہدِ شباب آیا — جہاں روشن ہوا برجِ شرف میں آفتاب آیا

مرادوں کے وہ دن وہ راحتوں کے صبح و شام آئے — کہ مستورات کی جانب سے شادی کے پیام آئے

خواتین عرب دل میں رکھتی تھیں تمنائیں
کہ لطف زندگی آغوش عبداللہ میں پائیں

رقیقہ بنت نوفل اک طرف شیدا صورت تھی
حسینہ ام قتال اک جانب محو الفت تھی

مگر یہ حامل نور نبی معصوم فطرت تھا
فریب حسن نامحرم سے دل میں جوش نفرت تھا

نہ تھا پژمردہ کوئی برگ اس سرو سہی قد میں
ازل ہی سے تھی ودیعت عصمت و عفت ابوجد میں

فاطمہ شامیہ

قریب باب مکہ فاطمہ نے ڈیرے ڈالے تھے
اکابر اسکے سب نامی گرامی علم والے تھے

بجائے خود تھی یہ خاتون علم و فضل میں کامل
صحیفوں سے ہوئی تھیں اسکو معلومات یہ حاصل

کہ عبداللہ میں ہے نور ختم الانبیاء پنہاں
یہ ہونگے رحمۃ للعلمین کے والد ذیشاں

یہ دختر خوبصورت شام کی خاتون نامی تھی
یہودی نسل سے تھی ملت بیضا کی حامی تھی

بشارت اس نے خود توریت کے اندر یہ پائی تھی
اسے یہ بات اس کے نوجوانوں نے بتائی تھی

وہ عورت محترم ہے جملہ مستورات عالم سے
خوشا قسمت ہو جس کا عقد عبداللہ اعظم سے

حسینہ فاطمہ کو دل میں یہ پاکیزہ حسرت تھی
بنوں میں والدہ شاہ رسل ختم رسالت کی

یہی ارمان اس کو شام سے مکہ میں لایا تھا
حرم میں آکر اس نے بھی مقدر آزمایا تھا

خدا جس کو عطا فرمائے عزت اسکو ملتی ہے
سعادت جس کا حصہ ہو سعادت اسکو ملتی ہے

سازشِ قتلِ عبداللہ

زمانہ جب ظہورِ نورِ حضرت کا قریب آیا
کیا انوارِ رحمت نے جہاں میں ہر طرف سایا

یہودی راہبوں نے قوم کو اپنی بشارت دی
نصاریٰ نے خبر نصرانیوں کو حسبِ عادت دی

ردائے حضرت یحییٰؑ سے خونِ تازہ بہہ نکلا
یہودی ہو گئے واقف کہ عبداللہ ہوئے پیدا

علی الاعلان کاہن ارضِ بطحا کے یہ کہتے تھے
نجومی منتظر کون میں تنبیہ کر دیا ہم یہ رہتے تھے

نبی الانبیا اب جلد پیدا ہونے والے ہیں
ترقی کا مبارک دن ہویدا ہونے والے ہیں

کلیسا کی کنشتی سب تھے قائل اس بشارت کے
کہ عبداللہ والد ہیں شہنشاہِ رسالت کے

یہودی اہلِ کیں تھے قتلِ عبداللہ پہ مائل
انہیں تھا دینِ ختم الانبیا سے بغضِ لاطائل

جماعت ان یہودی دشمنوں کی شام سے آکر
ہوئی چھپ کے داخل وادیٔ فاران کے اندر

غرض یہ تھی کہ عبداللہ جب بہرِ شکار آئیں
کمیں گاہوں سے باہر دفعتاً یہ نابکار آئیں

یہاں اہلِ عرب کا تھا یہی معمول روزانہ
کماں بر دوش وقتِ صبح صحرا کی طرف جانا

قریشی ہاشمی یہ نوجواں سارے شکاری تھے
شجاعت میں یہ دو دو ملک سے اعدا پہ بھاری تھے

سحر کو حسبِ عادت آگئے بن مکہ سے عبداللہ
پئے صید افگنی کوہِ صفا تک بڑھ گئے ناگاہ

پرندوں کی خبر لی آہوؤں پر تیر کو چھوڑا
جدھر دیکھا شکار آتے ادھر دوڑا دیا گھوڑا

ابھی تھے محو یہ سیر و شکار و نیزہ بازی میں
ابھی تک تھی سناں و تیغ و خنجر دستِ غازی میں

کمیں گاہوں سے نکلا دفعتاً اشرار کا لشکر
میاں سے کہہ کے بسم اللہ کھینچا آپ نے خنجر

اُدھر سترجنا بہ شیہ مخالف تیغ بر کف تھے
اجل کو خوف سے باہم گر باندھی ہوئی صف تھے

اِدھر بے خوف عبداللہ تھے میداں میں یکتا سلو
قریشی رعب زدہ رہا ہاشمی لڑنے پر آمادہ

سمجھ کر اس جوانِ ہاشمی کو یکہ و تنہا
یہودی دشمنوں نے کر دیا جی توڑ کر حملہ

اِدھر تیغ اجل آثار نے میدان میں کھینچ کر
دکھائی ہاشمی شانِ شجاعت کے نئے جوہر

جدھر جاتا شہسوار ہاشمی خنجر اٹھاتا تھا
تو اک اک وار میں دو دو کے سر تن سے اُڑاتا تھا

رہا کچھ دیر تک گھمسان کا یہ معرکہ جاری
ہوئی خنجر زنی سے دستِ عبداللہ کچھ بھاری

جناب وہب سے تھے جو اک طرف بھر شکار آئے
شنی حنیف کا رجب تیغوں کی ہو کر بیقرار آئے

اکیلا پا کے عبداللہ کو نرغہ میں جلال آیا
بڑھیں امداد کو فی الفور یہ دل میں خیال آیا

اِدھر ہاتھ سے عبداللہ کے اک نعرہ سا چمکا
اُدھر غیبی گروہ تیغ زن میداں میں آدھمکا

حفاظت جانِ عبداللہ کی تھی منظور قدرت کو
مدد کے واسطے بھیجا فرشتوں کی جماعت کو

سرِ میداں جناب وہب نے دیکھا یہ نظارا
کہ غیبی فوج نے چن چن کے ان اشرار کو مارا

ہزیمت خوردہ دشمن ہو گئے جنگل میں تھے سارے
بچا کر جان بھاگے سامنے سے خوف کے مارے

اِدھر سر کر کے عبداللہ میداں مصطفےٰ آئے
اُدھر واپس مکاں کو وہب بن عبد مناف آئے

نچھاور رحمتوں کی عرش سے کی فتح و نصرت نے
بچایا حاملِ نورِ نبی کو دستِ قدرت نے

حضرت عبداللہ اور فاطمہ شامیہ

نہ پہنچے تھے ابھی دولت کدے تک اپنے عبداللہ
کہ دیکھا فاطمہ کو سامنے روکے ہوئے تھی راہ

عنانِ اسپ بڑھ کر فاطمہ نے تھام لی فوراً
کہا آہستہ آہستہ ادب سے چوم کر دامن

"جوانِ ہاشمی اے بزمِ حسن و عشق کی زینت
گزارش ہے کہ ہو اس فاطمہ کی آپ سے نسبت"

کیا ارشاد عبداللہ نے "اے دخترِ شامی
مجھے اقرارِ نسبت میں ہے خمعیہ خوفِ ناکامی

بطورِ خود میں کر سکتا نہیں اقرارِ شادی کا
کہ بیٹے کی طرف سے باپ ہے مختار شادی کا

پیامِ عقد عبدالمطلب تک چاہیے جانا
میں اے خاتون راضی ہوں نہ ہو [illegible] بھی اگر آنا

یہ وعدہ فاطمہ سے کر کے عبداللہ گھر آئے
اعزا سے گذشتِ جنگ سننے بیشتر آئے

تعالیٰ اللہ زہد و اتقا تھا یہ جوانی میں!
بامرِ رب تھی لغزش غیر ممکن زندگانی میں

پیام و سلام

جنابِ وہب بھی جنگل سے آئے گھر کو پھرتی سے
کہے دیکھے ہوئے حالات برہ اپنی بی بی سے

کہا برہ نے عبداللہ کی قوت کا کیا کہنا
جوانِ ہاشمی کی شوکت و صولت کا کیا کہنا

بنی ہاشم کے وہ شہزور فرزند دلاور ہیں
جوان سال و جواں ہمت خلیق و نیک اختر ہیں

بلا شک ہیں وہ عبدالمطلب کے منتخب بیٹے
تصدق نام پر اُن کے بنی ہاشم کے سب بیٹے

قریشی شان و شوکت اُن کے چہرے سے ہویدا ہے
فضائے کعبہ اُن کی حق نما صورت کی شیدا ہے

برستے ہیں کرم کی جھالے اُنیز عرش اعظم سے
کسی دن گھر سے باہر دھوپ میں جب وہ نکلتے ہیں
عرب کی بیبیاں اس چاند سے خواہانِ شادی ہیں
خدا رکھے ہمارے گھر میں بھی تیار نسبت ہے
جہاں میں ابن عبدالمطلب ماہِ کنعاں ہے
اگر ہو آمنہ بی بی کی عبداللہ سے نسبت
زن و شوہر غرض باہم اگر یہ مشورہ کر کے
پیامِ عقد عبداللہ خواجہ کو دیا ہنس کر
ازل سے تھی یہ نسبت طے شدہ علمِ الٰہی میں
بنایا خانداں والوں نے عبداللہ کو دولہ
سراپا حلۂ جنت قدِ انور کا جامہ تھا
سنہری نور کی چادر ردائے دوشِ اطہر تھی
نشانِ شانِ ابراہیم تھا زیبِ کمر ٹیکا
بجائے سہرا سر پر قدرتی جلوؤں کے سائے تھے
عرب کے نامور اشراف دولہ کے جلو میں تھے
جنابِ وہب کے گھر پر یہ نورانی برات آئی
پڑھایا خواجہ عبدالمطلب نے عقد کا خطبہ

ہری اشجار ہوتی ہیں عبداللہ کے دم سے
ز خود سایہ کئے رحمت کے بادل ساتھ چلتے ہیں
مگر ناکام حسرت شکوہ سنجِ نامرادی ہیں
ہمسری آمنہ بھی غیرتِ حورانِ جنت ہیں
جمالِ آمنہ بھی رونقِ خورشیدِ تاباں ہے
عجب کیا ہے اس سے نازل ہمیشہ ہو اللہ کی رحمت"
مکانِ خواجہ عبدالمطلب پر رات میں پہنچے
سنائے آمنہ خاتون نے بھی کچھ کہا ہنس کر
ہوا اظہار عجلت ہر طرف سے خیر خواہی میں
بنا دیکھا جہاں نے ہاشمی نوشاہ کو دولہ
سرِ پُرنور پر ظلِ الٰہی کا عمامہ تھا
جبیں نورِ خدا سے مثلِ آئینہ منور تھی
اُجالا تھا سوادِ شام تک گیسو کی ہر لٹ کا
نچھاور پھول کرنے کو ملک جنت سے آئے تھے
براتی سب بنے ان عیش و طرب کی ایک دھن میں تھے
مبارک باد دینے کو عروسِ کائنات آئی
کیا ظاہر شرف ہم نے کہا نوشاہ کا رتبہ

ترانے بزمِ شادی کے زمیں سے تا فلک پہنچے
مبارکباد کے نغمے فضائے عرش تک پہنچے
سجی محفل، رچی شادی، مچی دھومیں زمانہ میں
نوید آمد خیر البشر تھی ہر زمانے میں

آثارِ ولادت حضور رحمۃٌ للعٰلمین صلی اللہ علیہ وسلم

شبِ قدر مبارک اس مبارک رات کو کہئے
سلام شوق انوار صفاتِ ذات کو کہئے
وہ رات اللہ اکبر لیلۃ المعراج قدرت تھی
کہ جس کی جگمگاہٹ جاذبِ نورِ نبوت تھی
تعالی اللہ وہ نورِ ازل وہ لمعۃ النور
جبینِ پاکِ عبد اللہ سے اب منتقل ہو کر
ہوا بطنِ جنابِ آمنہ میں انجمن آرا
بنا آئینۂ مہرِ نبوت عرش کا تارا
ہوئیں یہ حاملہ نورِ ظہورِ صبحگاہی کی
امانت آمنہ کو مل گئی سرِّ الٰہی کی
ہوئے ظاہر نہ مطلق حمل کے آثار مدت تک
ذرا بھی طبعِ نازک پر نہ آیا بار مدت تک
نئے اعجاز ہوتے تھے نمایاں ہر مہینہ میں
پہنچتا تھا سکوں ہیبت بہ قدرت سے سینہ میں
فرشتے جامِ شیر و شہد لا لا کر پلاتے تھے
ذرا سی بات پر روح الامیں تشریف لاتے تھے
حریمِ عرش سے آتی تھیں آوازیں مسرت کی
نویدیں انبیاء آ آ کے دیتے تھے ولادت کی
اُترتی تھی ملائک رحمتِ حق کے لئے تھالے
برستے تھے مکاں پر آمنہ کے نور کے جھالے

فرشتے گھر میں ہیئتِ شکلِ بشر معلوم ہوتے تھے
محل بصرہ کے فردوسِ نظر معلوم ہوتے تھے

جناں سے آمدِ حورانِ جنت گھر میں تھی پیہم
سرِ بالیں کھڑی تھیں آسیاؑ و ہاجرہؑ مریمؑ

بخیر و عافیت نو ماہ گزرے اس تحمل سے
لچک آئی نہ شاخِ گل میں بارِ نکہتِ گل سے

بشارت خواب میں دیتا تھا کوئی آمنہ بی کو
کہ اے امّ پیمبر مستقل رکھنا ذرا جی کو

خدا رکھے نبیؐ کی والدہ تم بننے والی ہو
امیں ہو حاملِ محمل نشینِ عرشِ عالی ہو

تمہارے بطن سے ہوگا ظہورِ جلوۂ سرمد
ہو جب فرزند پیدا نام رکھنا اسکا تم احمدؐ

ظہورِ شانِ حق نورِ مجسم آنے والے ہیں
محمد مصطفےٰ فخرِ دو عالم آنے والے ہیں

ظہورِ قدسی

یہ روشن واقعاتِ جانفزا سب گھر کے اندر تھے
رواں بیرونِ در بھی رحمتِ حق کے سمندر تھے

جہاں کا رنگ بدلا باغِ عالم میں بہار آئی
ہزاروں نکہتیں لیکر نسیمِ خوشگوار آئی!

مٹیں بربادیاں آثارِ قحط و خشک سالی کی
بلائیں دور ہوئیں سب تنگدستی تنگ حالی کی

ہوائیں جانبِ فاران لیکر بارشیں آئیں
عرب میں ہر طرف سرسبزیاں شادابیاں چھائیں

ہوئے اہلِ عرب مائل بدینِ ہادیِ اوّل
زخود چھٹنے لگے فسق و فجور و کفر کے بادل

مذاقِ جاہلیت بت پرستوں سے ہوا غائب
ہوئے ورقہ، عبید اللہ، عثماں شرک سے تائب

قبائل جنگجو تھے مائلِ اصلاح آپس میں
غلط سمجھی گئیں دخترکشی کی بد شمار رسمیں

مجوس و گبر و نصرانی، کنشتی و کلیسائی
تھے فکرِ رہبرِ صادق میں صرفِ جادہ پیمائی

تلاشِ خاتمِ پیغمبراں تھی اک زمانہ کو
فضائے دہر میں تھا انقلابِ تازہ آنے کو

زمیں پر آسماں سے ٹوٹتے تھے رات کو تارے
طواف چرخ کرتے تھے ثوابت اور سیارے

ضیا افگن جہاں میں مہرِ بطحیٰ کی شعاعیں تھیں
ظہورِ رحمۃ للعٰلمیں کی اطلاعیں تھیں

نجومی، کاہن و رہبان سرگرمِ اشاعت تھے
عیاں اقوامِ عالم پر نشاناتِ نبوت تھے

تسلسل خاص پیشین گوئیوں کا روز جاری تھا
جہاں کو انتظارِ آمدِ محبوبِ باری تھا!

کثافت سے زمینِ مکہ طاہر ہونیوالی تھی
بشارت حضرتِ عیسیٰ کی ظاہر ہونیوالی تھی

خدا کا نور بے پردہ ہویدا ہونے والا تھا
جہاں میں ہادیٔ اسلام پیدا ہونے والا تھا

صبحِ ولادت

غرض وہ عشرتِ سامان مسعود وہ صبحِ سعید آئی
مچی ارض و سما میں ہر طرف اک دھوم عید آئی

دریچے کھل گئے قصرِ جناں ایوانِ جنت کے
ہوئے مصروفِ گل پاشی پری حورانِ جنت کے

ہوئی آئینہ بندی بیتِ معمورِ الٰہی کی
حرم میں مشعلیں روشن ہوئیں نورِ الٰہی کی

ہوئی آرائشوں کی جلوہ ریزی مطلعِ کُن سے
فرشتوں نے قدم باہر رکھی حدِ تعین سے

مقاماتِ تقرب سے ملائک جھومتے نکلے
درِ عرشِ الٰہی انبیا سب چومتے نکلے

حریمِ لامکاں سے بجلیاں سی نور کی چمکیں
شعاعیں تا حدِ فاراں چراغِ طور کی چمکیں

زمیں پر چاندنی چھن چھن کے آئی چاند تاروں سے
ہوئی پھولوں کی بارش دشت بطحا میں بہاروں سے

بھرن رحمت کی برسی خشک چشمے ہو گئے جاری
ہوا دریائے ساوہ خشک کانپے خوف سے ناری

ہوئے ایران کے آتشکدوں کے خشک انگارے
گرے نوشیرواں کے قصرِ عالیشاں کے مینارے

زمینِ کفر پر قہرِ خدا کا زلزلہ آیا
پلٹ کر عہدِ رفتہ جانبِ مرکز چلا آیا

ہوئیں پیدا ستم خانوں سے ہیبت ناک آوازیں
اُٹھیں افلاک سے فتحِ مبیں کی پاک آوازیں

گرے بت سر کے بل، سیلاب جلبہ سے اُبل آئے
تباہی کی بھنور میں لات و عزا و ہبل آئے

چمن آرائیاں تھیں دیکھنے قابل زمانے کی
خوشی تھی ہادیٔ اسلام کے دنیا میں آنے کی

یدِ قدرت رضا کارِ نظامِ خیر مقدم تھا
زمیں بوسِ حریمِ آمنہ ہر ایک عالم تھا

سلامی کیلئے سب حیانِ عرش آئے تھے
فلک سے تا زمیں انوار ہی انوار چھائے تھے

جہاں کی رفعتیں ہونیکو خود پامال حاضر تھیں
صفیں قدوسیوں کی بہرِ استقبال حاضر تھیں

کھڑے تھے منتظر اشجارِ صحرا پیشوائی کو
بہاریں آ چکی تھیں گل بداماں رونمائی کو

زمیں بوسی کو ذرے دشت بطحا کے تھے آمادہ
پئے تعظیم تھے کوہ و جبل ہر سمت استادہ

نویدیں انبیاء ما سبق دیتے تھے دُنیا کو
ملک صدق و دیانت کا سبق دیتے تھے دُنیا کو

علم بردوش تھے روح الامیں موجود کعبہ میں
سمٹ کر ہو چکیں تھیں رحمتیں محدود کعبہ میں

پئے تعظیم خم وقتِ سحر محرابِ کعبہ تھی
نثارِ شانِ کعبہ شوکتِ آدابِ کعبہ تھی

مناظرِ سحر

فضائے بزمِ امکاں تھی فروزاں نورِ قدرت سے
سحر کی چاندنی میں خندہ تاروں کا تبسم تھا
کواکب جھلملا کر سو گئے تھے سطحِ گردوں پر
بکھیرے تھے ستاروں نے دُرِ خوش آب ہر جانب
زمینِ کعبہ سطحِ آسماں معلوم ہوتی تھی
خوشی کی دھن میں چڑیاں نغمہ توحید گاتی تھیں
پرندوں کی صفیں تھیں زمزمہ خواں آشیانوں میں
خوشی میں قمریاں حق سرہٗ کا شور کرتی تھیں
حرم کے بام و در طاؤس آ کر چوم جاتے تھے
صحیفے عرش سے انوار کی صورت اترتے تھے
ہوائے صبح کی ٹھنڈک سکوں بخشِ دل و جاں تھی
کٹورے پھول کے لبریز تھے صہبائے شبنم سے
سجا کر لائی تھی ڈالی پری جنت سے حوروں کی
مئے کوثر چھلکتی تھی بہشتی آبگینوں سے
حرم میں گر رہے تھے ٹوٹ کر افلاک کے تارے

ہوائیں ٹھنڈی ٹھنڈی آ رہی تھیں باغِ جنت سے
چراغِ ماہ فانوسِ حرم کے نور میں گم تھا
نظر آتے تھے ذرے خاک کے ہم رشتۂ گوہر
بنی تھی شامیانہ چادرِ مہتاب ہر جانب
ہر اک تکبیر آوازِ اذاں معلوم ہوتی تھی
نسیمِ صبح سے شاخیں لچک کے لہلہاتی تھیں
بھرا تھا کیفِ روحانی عنادل کے ترانوں میں
چکوریں سوئے کعبہ چاندنی شب میں گزرتی تھیں
کبوتر بے خودی میں کہہ کے رب رب جھوم جاتے تھے
فرشتے صف بصف کعبہ میں آ کر جہر کرتے تھے
چمن اندر چمن خوشبوئے گل جنت بداماں تھی
وضوئے تازہ سبزہ نے کیا تھا آبِ زمزم سے
لئے تھے نخلِ طوبیٰ ہاتھ میں خوشے کھجوروں کے
طہورِ خلد کے چشمے اُبلتے تھے زمینوں سے
چمن میں موتیوں کا مینہ برساتے تھے فوارے

لب زمزم مٹکے تسنیم سے پُر آبخورے تھے
حباب آسا کفِ دریا میں مٹی کی سکوری تھی

لگے انبار تھے صحرا بصحرا زرد پھولوں کے
سرِ راہِ حرم تھی گلفشاں کانٹے ببولوں کی

سمٹ آئی تھی جنت ان ریتلے کوہساروں میں
عروسِ وادیٔ فاراں نہائی تھی بہاروں میں

طلوعِ صبح کے آثار ہر جانب نمایاں تھے
طوافِ کعبہ کو قدسیوں میں ساز و ساماں تھے

تجلی رونما تھی سنگِ اسود کی سیاہی سے
تھے عرفات و منیٰ معمور انوارِ الٰہی سے

حرم میں خاک بر سر تھی صنم خانوں کی ناکامی
حطیمِ قدس میں تھی سربسجدہ شانِ اسلامی

صفا کی وادیاں درسِ صفائے قلب دیتی تھیں
چٹانیں کوہِ مروہ کی بہارِ باغِ گیتی تھیں

نشانِ عظمت و اعزازِ کعبہ شانِ کعبہ تھی
کہ تقدیسِ خلیلِ کعبہ خود مہمانِ کعبہ تھی

مقامِ خاص ابراہیم پر انوار چھائے تھے
رسل ختمِ رسل کی دید کو تشریف لائے تھے

تھی پیہم بارشِ آبِ بقا میزابِ رحمت سے
کٹورے بھر لیے تھے خضر نے تسنیمِ جنت سے

صفیں مزدلفہ و میقات میں تھیں حور و غلماں کی
حرم میں گھومتی تھیں بجلیاں نورانی داماں کی

حجابِ نور سے جھلکی تجلی رحمتِ رب کی
غلافِ کعبہ نے کملی اتاری ظلمتِ شب کی

سپیدی صبح کی ضو پاشیاں کرتی نکل آئی
شعاعِ نور قصرِ آمنہ تک برمحل آئی

ہوئیں تاریکیاں رخصت کی خواہاں بزمِ عالم سے
اذانِ صبح کی آواز آئی عرشِ اعظم سے

صفیں باندھیں ملائے عرشِ اعلیٰ ذکرِ رب سے
صدائے الصلوٰۃ آئی ہر اک مسعود سینے سے

مچا غل ہر طرف تسبیح و تہلیلِ الٰہی کا
بجا ہر ساز سے نغمہ سلامِ صبحگاہی کا

درودوں کی ترنم ریزیاں تا عرشِ رب پہنچیں
[illegible] مکاں تک صدائیں سب کی سب پہنچیں

ادب سے قصرِ عبدالمطلب پر جبرئیل آئے
با آوازِ جلی کچھ مختصر الفاظ فرمائے

گزارش کی بصد اخلاص ظہر یارسول اللہ
حجابِ قدس سے آؤ نکل کر یارسول اللہ

زمانہ منتظر ہے یا شفیع المذنبیں آؤ!
حجابِ نور اٹھاؤ رحمۃ للعلمین آؤ

ربیع الاولیں کا پاک و خوش منظر مہینہ تھا
یہ روشن چاند شرحِ آیتِ نورٌ مبینا تھا

مبارک بارھویں تاریخ تھی اور پیر کا دن تھا
شرف کی رات عزت کی سحر توقیر کا دن تھا

یکایک بجلیاں چمکیں فضائے عرشِ اعلیٰ میں
دعائیں خلق کی پہنچیں حضورِ حق تعالیٰ میں

کھلا بابِ حریمِ رازِ یزدانی حجاب اٹھے
وہ جلوے تھے جو گم نورِ ازل میں بے نقاب اٹھے

ہوئی پرتو فگن یکبار برقِ وادیٔ ایمن
نئے جلووں سے عبدالمطلب کا گھر ہوا روشن

فرازِ عرش سے اترا عرب کا چاند کعبہ میں
یکایک پڑ گئے چہرے بتوں کے ماند کعبہ میں

نظر صورت جہاں کو خلق کی نوشاہ کی آئی
امانت آمنہ کی گود میں اللہ کی آئی

ولادتِ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم

اثر صوتِ ملائک میں ہوا صلِ علیٰ پیدا
ہوئے محبوبِ حق یعنی محمد مصطفیٰ پیدا

ہوئے الحمدللہ وہ حبیبِ کبریا پیدا
کئے اللہ نے جنکے لئے ارض و سما پیدا

ہوئے بزمِ جہاں میں وہ جہاں کے رہنما پیدا
جہانِ ماسوا جنکی بدولت خود ہوا پیدا

خدا کا شکر وہ تشریف لائے بزمِ ہستی میں ہوئی جن کیلئے لاریب مخلوقِ خدا پیدا

ازل ہی سے ابد آثار جن کی شانِ رحمت تھی ہوئے وہ رحمۃٌ للعلمین وہ مصطفےٰ پیدا

زمانہ منتظر تھا جن کے انوارِ ہدایت کا ہوئے وہ ہادیٔ اسلام وہ خیرالوریٰ پیدا

عیاں جن کا شرف اگلے نبی سب کر گئے آدم تک ہوئے وہ دورِ آخر میں نبی الانبیا پیدا

عیاں ہو گا دو عالم پر شرف جنکا قیامت میں ہوئے وہ شافعِ کل شافعِ روزِ جزا پیدا

سبق آموزِ توحید و رسالت ہے جہاں جن سے ہوئے وہ اُمّیِ کعبہ امامِ دوسرا پیدا

مٹا الحاد و کفر و شرک و باطل جنکے قدموں سے ہوئے وہ مجتبیٰ وہ مقتدا وہ حق نما پیدا

وہ آئے بزمِ عالم میں پئے دلجوئی عالم دلوں میں نورِ ایماں جن کے باعث سے ہوا پیدا

وہ آئے جو فقیروں بینواؤں کا سہارا ہیں وہ آئے جن سے ہوتی ہے اُمیدوں میں بقا پیدا

وہ آئے جلوہ گاہِ دہر میں نورِ خدا بنکر

جہانِ معرفت میں جن سے ہے نور و ضیا پیدا

ہوئے نورِ خدا آئینۂ نورِ خدا پیدا ہوئے صلِّ علیٰ خیر البشر خیرالوریٰ پیدا

وہ آئے جب تو ہر جانب سے آوازِ سلام آئی جدھر سے پھر جو صدا آئی باندازِ سلام آئی

وہ جب آئے تو بزمِ کن فکاں سے پھر سلام آئی سلامی بن کے دُنیا جانب خیر الانام آئی

ہوئے پہلے مشرف وہ سلامِ حضرتِ رب سے سلام اُن کو کیا جبریل نے پھر شہپر سب سے

سلام اُن کو کیا پھر ہر نبیؑ کی روحِ اطہر نے سلام اُن کو کیا سبحانِ عرشِ انور نے

سلام اُن کو کیا باغِ جناں کے ہر فرشتے نے سلام اُنکی طرف بھیجا جہاں کے ہر سرشتے نے

سلام اُن کو کیا حوروں ذی غلمانِ احبۃ ذی	سلام اُن کو کیا انفاس قلبِ مطمئنہ ذی

سلامی کو غرض نغمے تھے ہر آواز سے پیدا
سلامِ شوق کی تھی یہ صدا ہر ساز سے پیدا

سلام

بحضور سیدالانام علیہ التحیۃ والسلام

سلام اُن پر جو خلاقِ ازل کے نورِ اول ہیں
سلام اُن پر خدا کے بعد جو دُنیا سے افضل ہیں

سلام اُن پر ہوئے جن کے سبب سے دو جہاں پیدا
سلام اُن پر ہیں جن کے نور سے کون و مکاں پیدا

سلام اُن پر ہیں جو بنیادِ تکوینِ دو عالم کی
سلام اُن پر ہوئی جن کے سبب تخلیق آدم کی

سلام اُن پر کہ جن کا نور گم عرشِ بریں میں تھا
سلام اُن پر کہ جن کا نور آدم کی جبیں میں تھا

سلام اُن پر تھی رخشاں بنیا کی جن سے پیشانی!
سلام اُن پر کہ تھے جو خود مجسم نورِ یزدانی!

سلام اُن پر ہوئے ممتاز جن کے نور سے آدمؑ
سلام اُن پر ہیں مسجودِ ملائک جن کے باعث ہم

سلام اُن پر وسیلہ تھے جو آدم کی دعاؤں میں
سلام اُن پر تجلّی جن کی چھائی تھی فضاؤں میں

سلام اُن پر جنہوں نے نوحؑ کی کشتی ترائی تھی
سلام اُن پر خدا نے جن کو بخشی ناخدائی تھی

سلام اُن پر جو ابراہیمؑ کے نورِ دل و جاں تھے
سلام اُن پر شرارے آگ کے جن سے گلستاں تھے

سلام اُن پر جو اسمٰعیلؑ کی جاں کے نگہباں تھے
سلام اُن پر ذبیح اللہؑ جن کے منقبت خواں تھے

سلام اُن پر بشارت جن کی دی اگلے رسولوں نے
سلام اُن پر سکھائی راستی جن کے اصولوں نے

سلام اُن پر جو ہیں آئینہ صورت گرِ عالم
سلام اُن پر ہے جن سے اقتدارِ منظرِ عالم

سلام اُن پر لیا میثاق ربّ نے جن کی بعثت کا
سلام اُن پر ہے قائل ہر نبیؐ جن کی نبوّت کا

سلام اُن پر کلیم اللہ نے تصدیق کی جن کی!
سلام اُن پر بشارت عیسیٰؑ مریمؑ نے دی جن کی

سلام اُن پر جو افضل ہیں رسولانِ مکرم سے
سلام اُن پر جو آئے نور بن کر عرش اعظم سے

سلام اُن پر منور جن کے قدموں سے زمانہ ہے
سلام اُن پر تر نم عرش جن کا آستانہ ہے

سلام اُن پر جو آئے رحمۃٌ للعلمیں ہو کر
سلام اُن پر رہے جو نرم اعدا میں امیں ہو کر

سلام اُن پر جو آئے خاتمِ پیغمبراں ہو کر
سلام اُن پر جو آئے ہادیٔ کون و مکاں ہو کر

سلام اُن پر خدا کا لائے جو پیغام دُنیا میں
سلام اُن پر جو لائے عرش سے اسلام دُنیا میں

سلام اُن پر بنے جبرئیل جن کے ہمدم و رہبر
سلام اُن پر ہوا قرآن نازل عرش سے جن پر

سلام اُن پر جنہوں نے خلق کی حاجت روائی کی
سلام اُن پر جنہوں نے بات رکھ لی کبریائی کی

سلام اُن پر جنہوں نے نورِ وحدت جگ میں چمکایا
سلام اُن پر نہ تھا جن کے قدِ پُر نور کا سایا

سلام اُن پر مبلّغ جو بنے توحیدِ باری کے
سلام اُن پر رواں دریا ہیں جن کے فیض جاری کے

سلام اُن پر جو لے کے مشعلِ نورِ قدیم آئے
سلام اُن پر جو بن کر صاحبِ خلقِ عظیم آئے

سلام اُن پر اُخوت جن کی تعلیمِ مکمل ہے
سلام اُن پر شریعت جنکی اعلیٰ تر ہے افضل ہے

سلام اُن پر سلاطینِ جہاں کو جو بنے ہادی
سلام اُن پر جنہوں نے کفر کی بُنیاد تک ڈھا دی

سلام اُن پر نہ جو مائل ہوئے اعزازِ شاہی پر
سلام اُن پر رہے راضی جو مرضیِ الٰہی پر

سلام اُن پر کھجوروں کی چٹائی جن کا بستر تھا
سلام اُن پر قدم جن کا فرازِ عرشِ رب تھا

سلام اُن پر کہ مال و زر سے جن کے ہاتھ خالی تھے
سلام اُن پر سلاطیں جنکی چوکھٹ کے سوالی تھے

سلام اُن پر جنھوں نے خلق کو تقسیم دولت کی
سلام اُن پر جنھوں نے خشک روٹی پر قناعت کی

سلام اُن پر جنھوں نے بھر دیئے دامن فقیروں کے
سلام اُن پر جنھوں نے بوجھ اُٹھائے راہ گیروں کے

سلام اُن پر جنھوں نے دست گیری کی ضعیفوں کی
سلام اُن پر جنھوں نے توڑ دی قوت حریفوں کی

سلام اُن پر جنھوں نے رہبری کی ناتوانوں کی
سلام اُن پر جنھوں نے جنگ روکی خاندانوں کی

سلام اُن پر جو نادار و غریبوں کا سہارا ہیں
سلام اُن پر فضائل جن کے عالم آشکارا ہیں

سلام اُن پر جنھوں نے سلطنت بانٹی غلاموں کو
سلام اُن پر جو دیں گے جام کوثر تشنہ کاموں کو

سلام اُن پر جو محتاجوں کے مسکینوں کے حامی ہیں
سلام اُن پر سلاطینِ جہاں جن کے سلامی ہیں

سلام اُن پر جو خود بیکسوں کے مہرباں ہونگے
سلام اُن پر جو محشر میں شفیع عاصیاں ہونگے

سلام اُن پر جو ہر محتاج کی بگڑی بناتے ہیں
سلام اُن پر جو آڑے وقت سب کے کام آتے ہیں
سلام اُن پر گدا جن کے سلاطینِ گرامی ہیں
سلام اُن پر ضیا جو ہم گنہگاروں کے حامی ہیں

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ

ذکر معراج صاحب بطحا

۱۳۵۵ھ

نہ ہے عز و علائے لیلۃ المعراج سلطانی — ہے سُبحانَ الَّذِی اَسرٰی بِعَبدِہٖ نصِ قرآنی

فضائے دہر پہ دینِ مبیں کا نور چھایا تھا — جہاں میں ضوفشاں اسلام کے پرچم کا سایہ تھا

خدائی تابعِ احکامِ سلطانِ رسالت تھی — زمینِ کعبہ گویا مرکزِ رشد و ہدایت تھی

گیارہ سال تقریباً ہوئے تھے عہدِ بعثت کو — نبوت ہو چکی تھی رحمتِ نوشاہِ اُمت کو

عرب کے کچھ قبیلے بت پرستی جنکی فطرت تھی — مسلط جن پہ عہدِ آفرینش سے جہالت تھی

ابھی تک منکرِ اعجازِ محبوبِ الٰہی تھے — ابھی تک دشمنِ ملت تھے صرفِ کینہ خواہی تھے

خصوصی رحمتیں مصروف تھیں رحمت نمائی میں — کرم کا جوش تھا بحرِ عطائے کبریائی میں

یہ اندازِ کرم اظہارِ رحمت کا بہانا تھا — حقیقت میں نبیؐ کو عرشِ اعظم پر بلانا تھا

غرض یہ تھی کہ محبوبِ الٰہیؐ عرش پر آئیں — اُمیدیں ساکنانِ عالمِ بالا کی بر آئیں

رہی تھی جس قدم سے مفتخر ارضِ حرم اب تک — نہیں دیکھی تھی اوجِ آسماں نے جو قدم اب تک

قدومِ پاک ہوں وہ فرقِ ہفت افلاک کی عزت — ہو نورٌ فوقَ نورِ صاحبِ لولاک کی عزت

اِدھر نقشِ آئینہ ہوا عزمِ الٰہی میں
ہوا نورِ خدا سے حلّۂ عرشِ بریں روشن
مقامِ قابَ قوسینُ دَ دنیٰ پر نورِ حق چھایا
ہوئی آئینہ بندی بیتِ معمورِ الٰہی کی
مقامِ حمد پر مسند بچھی انوارِ وحدت کی
کواکب نے فلک پر قمقمے تجلی کے لٹکائے
عروسِ شب کی بھر دی کہکشاں نے مانگ تاروں سے
کیا مونھ شام سے ماہِ فلک نے عرش کی جانب
بنیں فردوس منزل نزہتیں ایوانِ جنت کی
بہشتِ جلوہ بر ہر قصر تھا گلزارِ رضواں کا
رِدائے نور پہنی جنتی حوروں نے جنت میں
پسینہ ہوئے دوزخ پر حرارت سے نمایاں تھا
فرشتوں نے سنہری سبز جوڑے نور کے بدلے
ملائک کی صفیں سوئے زمیں افلاک سے اُتریں
تجلی ہی تجلی آسماں سے تا زمیں پھیلی
فضائے شش جہت تھی مطلعِ انوارِ ربّانی
جہانِ ماسوا معمورۂ لطفِ الٰہی تھا

اُدھر آرائشیں ہونے لگیں ہر قصرِ شاہی میں
بہارِ جاوداں سے لہلہائے خلد کے گلشن
فرازِ لامکاں پر ابرِ رحمت نے کیا سایا
سوادِ شب میں چمکیں شمعیں نورِ صبح گاہی کی
حریمِ قدس سے چلمن اُٹھی اسرارِ قدرت کی
فضائے چرخ پر مشعل بکف تارے نظر آئے
ہوئے روشن چراغِ نجم و اختر ماہ پاروں سے
ثوابت اور سیارے جھکے سب فرش کی جانب
صفیں آراستہ ہونے لگیں حورانِ جنت کی
ریاضِ خلد تھا روشن مرقعِ نورِ یزداں کا
مجسم نور کے پُتلے تھے غلماں شان و شوکت میں
جہنم کوثر و تسنیم کے چھینٹوں میں پنہاں تھا
خد و خالِ ملک چمکے چراغِ طور کے بدلے
فلک پر نور کی آیات عرشِ پاک سے اُتریں
نظر آئی جہاں میں چاندنی سی ہر کہیں پھیلی
چراغِ طور سے تھا صحنِ ہفت اقلیم نورانی
اُجالا نورِ حق کا ماہ سے لے تا بہ ماہی تھا

شب اسریٰ وہ شالہ بن گئی تھی سحر قدرت کا
عیاں تھا ذرہ ذرہ سے کرشمہ نورِ وحدت کا

تھے سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرٰی کے نغمے حور و غلماں میں
یہ شب تھی یا خدائی رات تھی دنیائے امکاں میں

مکمل ہو چکی آرائشِ کون و مکاں جس دم
منور ہو چکے طبقات ارضِ آسماں جس دم

ہوا روح الامیں کو حکم دربار الٰہی سے
بشارت دیں نبیؐ کو یہ کمالِ خیرخواہی سے

بُلاتا ہے خدائے پاک محبوبِ خدا چلیے
ذرا کعبہ سے اُٹھئے جانبِ عرشِ علیٰ چلیے

حطیمِ کعبہ کے اندر حبیبِ خالقِ اکرم
بیاد اللہ تھے مصروف خوابِ راحتِ پیہم

حضور صاحب لولاک نے ارشاد فرمایا
شبِ اسریٰ لب جبریل سے پیغامِ رب آیا

جبیں کو پائے اطہر سے لگانے کا بہانہ تھا
بصد آداب روح القدس کو اُن کو جگانا تھا

لبِ جبریل سے آواز اک بے ساختہ نکلی
فقم قم یا حبیبی کہ تمنا ہی کی صدا نکلی

ہوئے بیدار سلطانِ دو عالم خوابِ راحت سے
کیا روح الامیں نے شرحِ صدرِ پاک اُلفت سے

نکالا قلب سے دلکو دیا پھر غسل زمزم سے
بھرا پھر حکمت و ایمان و نورِ رب اکرم سے

براق باد پا پھر سواری جب ہوا حاضر
کہا سرکار نے پیشِ خدائے حاضر و ناظر

براق آیا ہے یارب میری خاطر میں نہیں پاتا
اعانت میں صراطِ حشر پہ اُمت کی فرمانا

براق اک اصطلاحی لفظ ہے کہیے تو کیا کہیے
اُسے قدرت کا برقی آلۂ پرواز یا کہیے

کئے انسان نے ایجاد برقی لاکھ طیارے
ہوئے طے قوتِ پرواز کے گو مرحلے سارے

مساعی قوتِ پرواز کی ہیں ناتمام اب تک
نہ انساں کر سکا سیرِ فلک کا انتظام اب تک

براقِ خلد جو زورِ یدِ اللّٰہی کا پیکر تھا
زمین و آسماں کا فاصلہ اُس کو قدم بھر تھا

بٹھایا آپ کو روح الامیں نے پشت مرکب پر
براقِ برق وش نے جوشِ خوش گامی سے کھولے پر

چلے کعبہ سے سوئے مسجدِ اقصیٰ اُس شہِ والا
قدم مرکب نے آگے سرحدِ ادراک سے ڈالا

حرم سے آنکھ پھیری تھی کہ پہنچے دوسرے گھر میں
ہوا ہوگا توقف دم زدن کا راستے بھر میں

درِ بیت المقدس پر نبیؑ حاضر تھے صف بستہ
فرشتوں کا سلامی کیلئے موجود تھا دستہ

امامت انبیاءؑ کی آپ نے اقصیٰ میں فرمائی
ہوئے سب انبیاءؑ اعزازِ آنحضرتؐ کے شیدائی

دیا خطبہ رسولوں نے یہاں اپنے مناقب کا
ہوا طے مسئلہ تنسیخِ ادیان و مذاہب کا

براق اقصےٰ سے لیکر شاہِ والا کو بڑھا آگے
تھے حدِ عالمِ امکاں سے ختم الانبیا آگے

مکاں سے لامکاں تک طے ہوئی ہر منزلِ یہاں
سبک رفتاریٔ مرکب سے تھے روح الامیں حیراں

اڑی افلاک اول پر سواری شاہِ والا کی
ہوا وا بابِ فلک جبریلؑ نے پڑھ کر اجازت لی

کہا اہلاً و سہلاً مرحبا افلاک والوں نے
کیا روشن مقدر آسماں کا خاک والوں نے

ملے پہلے فلک پر حضرت آدمؑ سے شاہِ دیں
ملے یحییٰ و عیسیٰ چرخِ دوئم پر بصد تمکیں

ہوئیں پھر یوسفؑ و ادریسؑ و ہارونؑ سے ملاقاتیں
ہوئیں موسیٰؑ سے ابراہیمؑ سے کچھ راز کی باتیں

ہوئے ساتوں فلک پابوس سلطانِ رسالتؐ کی
ہوئے دل مطمئن سب مستمندانِ زیارت کی

برابر جانبِ اوجِ تقرب تھا رواں مرکب
کہاں سے کب کہاں پہنچا تھا دم بھر میں یہاں مرکب

یکایک آئی سدرہ کی تجلی آفریں منزل
یہ منزل روح کی منزل تھی یا روح الامیں منزل

براقِ شاہ ٹھہرا رک گئے روح الامیں فوراً
بفرمانِ خدا ظاہر ہوا یہ فعلِ مستحسن !

کہا جبریلؑ نے سدرہ ہے میری منتہا منزل
مجھے آگے یہاں سے اک قدم جانا بھی ہے مشکل

ہوا اس منزلِ سے آگے جب فضائے نورِ یزدانی
یہیں تک آتی جاتی ہیں فقط اجسام نورانی

پہنچکر تا بہ سدرہ رہ گئے جبریل بھی پیچھے
براق بادپیمانے بھی مُنہ موڑا رفاقت سے

ملا رف رف یہاں سے شاہ والا کی سواری کو
نظر انوارِ حق آنے یہاں محبوبِ باری کو

ہوئے خلوت سرائے عرش میں شاہ رسل داخل
بنا دربارِ ذاتِ کبریائی مصطفے کا منزل

ہوئیں ضوپاشیاں بے پردہ بزمِ عرشِ منزل سے
مقاماتِ تقرب کے اُٹھے پردے مقابل سے

ہوا صرف نیاز و ناز جلوہ ذات سرمد کا
مچا غل اُدن منی اُدن منی یا محمدؐ کا

بفرقِ دو کمان وہ حجلہ قوسین تک پہنچے
ہوئے گمُ ذاتِ حق میں اپنے نصب العین تک پہنچے

ہوا روپوش قطرہ بحرِ مواج حقیقت میں
نظر آیا جمالِ حُسنِ مطلق حُسنِ صورت میں

ہوا سامانِ وصلِ طالب و مطلوب خلوت میں
محب سے اپنے آکر مل گیا محبوب خلوت میں

خدا جانے ہوئیں باہم کہ کیا کیا راز کی باتیں
غرض ہیں سر خدائے ذوالمنن تحقیق ملاقاتیں

الٰہی اس شبِ معراج کا اس رات کا صدقہ
الٰہی رحمتِ سلطانِ موجودات کا صدقہ

مسلمانوں کو توفیقِ عمل ایمانِ کامل دے
محمد مصطفٰے کا عشق ہو جس میں وہ دل دے

خداوندا ضیائے بے نوا پر لطف و رحمت ہو
یہ مشتاقِ زیارت حاضرِ بابِ رسالت ہو

قطعہ تاریخ

از مولانا قمر الحسن صاحب قمر بدایونی

تصنیف یہ جناب ضیاء کی ہے اے قمر — تنویر آفتابِ عقیدت کہو اسے
تحقیق کا لحاظ بھی ہے شاعری کے ساتھ — اس واسطے بیانِ حقیقت کہو اسے
خوشنودیٔ نبیٔ مکرم کی ہے سند! — اللہ کے کرم کی ضمانت کہو اسے
مقبولِ بارگاہِ رسالت کے ساتھ ساتھ — پروانۂ حصولِ شفاعت کہو اسے

تاریخ اس کی یا تو لکھو باغِ دل کشا
۱۳ ۵ ۵۸
یا ذکرِ واقعاتِ ولادت۔ کہو اسے
۱۹ ۶ ۳۹

دیگر

مبارک ہو ضیاء قادری کو — یہ فخر، ایسا شرف، ایسی سعادت
یہ وہ تصنیف ہے وہ شاعری ہے — کہ جس کی قدرداں ہو شانِ رحمت
وہ ذکرِ پاک ہے یہ جس کو سن کر — عیاں ہوتے ہیں اسرارِ حقیقت

پیامِ مغفرت الفاظ اس کے معانی باغِ جنت کی بشارت

قمرِ تاریخ اگر لکھنی ہے تم کو
لکھو تزئینِ حالاتِ ولادت

۱۳ ھ ۵۸

قطعۂ تاریخ

مولانا مجتہد الدین صاحب عیشؔ بدایونی

دیکھ کر نظمِ ضیا رکو اے عیشؔ !
بہرِ تاریخ تردّد کیا ہے
عیب اور نقص سے خالی کہیے
ذکرِ پیدائشِ عالی کہیے

۱۳ ۵ ۵۸

دیگر

واہ کس خوبی و زیبائی سے
وہ درخشندہ مضامین لکھے
حالِ مولودِ پیمبر لکھا
روشنی جس کی ہو تا عرشِ علیٰ

آسماں سے یہ صدا آتی ہے
مرحبا صلِّ علیٰ ، صلِّ علےٰ
کئے دُر ہائے بلاغت کے جو ڈھیر
تو فصاحت کا بہایا دریا

مجھ سے تاریخ کی فرمائش ہے
اللہ فرصت نہیں مجھ کو اصلا
بار تھا مجھ پہ تقاضائے شکیلؔ
تھا خیال اس سے سبکدوشی کا

فکرِ تاریخ جو کرنی ہی پڑی
ہو کے مجبور جو لکھنے بیٹھا
ہاتھ آیا یہ چمکتا مصرعہ
کیا پُر انوار ہیں اشعارِ ضیا

۱۹ ۶ ۳۹

قطعہ تاریخ میلاد مُبارک

مصنفہ حضرت ضیاء القادری

از مولانا اکرام احمد صاحب شاؔد صدیقی بدایونی

وہ ضیا صاحب نے لکھا ذکر پاک — جو زمین و آسماں افروز ہے
کیا بیاں ہوں اسکی لُطف انگیزیاں — یہ وہ نغمہ ہے کہ جاں افروز ہے
نقطہ نقطہ اُس کا رشکِ مہر و ماہ — سطر سطر کہکشاں افروز ہے

اس بیانِ پاک کی تاریخ شادؔ!
ذکرِ میلادِ جہاں افروز ہے

۱۳ ھ ۵۸

قطعات تاریخ

مولوی محمد خلیل الدین صاحب نوشہ عباسی بدایونی ایڈیٹر الہلال

تصنیف ضیا نمود خوش نظم جدید	در نعتِ نبی فداک اُمی وابی
نوشہ پئے سال طبع دل گفت بمن	گو ذکرِ ولادتِ رسولِ عربی

۱۹ ۶ ۳۹

دیگر

مثنوی لکھی ضیا ذکرِ ولادت میں خوب	جس کا ہر ایک شعر تر گلشنِ بے خار ہے
کیسا مسلسل بیاں کیسی پیاری زباں	طرزِ ادا میں غضب خوبیٔ گفتار ہے

فکر ہے نوشہ اگر آپ کو تاریخ کی

کہیئے۔ ضیار کا کلام مبلغِ انوار ہے

۱۳ ھ ۵۸

قطعہ تاریخ

تازہ تصنیف مولوی یعقوب حسین صاحب ضیاء القادری بدایونی

مولوی کفیل الدین صاحب عالیؔ بدایونی

ضیاء نے کیا لکھا ذکرِ ولادت
کہ جس سے جگمگائے عرش و کرسی

تجلی زار ایمن ہر ورق ہے
کہ ہر صفحہ ہے رشکِ طورِ وادی

ڈھلی ہے نور کے سانچے میں بندش
سلاست وہ کہ جس پر لوٹ ہے جی

نہیں کچھ کم ہیں سطریں کہکشاں سے
حروفِ نظم میں وہ جلوہ ریزی

ملی لفظوں کو آب و تاب وہ ہے
کہیں دیکھی نہیں تنویر ایسی

جزاك اللّٰه فی الدارین خیرا
دعا دیتے ہیں پڑھ پڑھ کر یہ قدسی

الٰہی بار آور ہو یہ محنت
نواسنج ضیاء القادری کی

۱۳ ھ ۵۸

ضیائے نعت بھی۔ کہئے جو اُس کو

۱۳ ھ ۵۸

تو یہ تاریخ بھی عالیؔ ہے اچھی